قصیدہ

عربی میں قصیدہ کا مطلب ہے: ''دل دار'' یا '' گاڑھا گودا'' کچھ علما کے نزدیک قصیدہ '' قصد'' سے بنا ہے کیونکہ شاعر ارادہ کر کے ایک خاص موضوع پر پوری توجہ کے ساتھ فکر شعر کرتا ہے، اس لیے اس صنف شعر کا نام قصیدہ قرار پایا۔ اُردو میں قصیدہ اُس صنف سخن کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا مذمّت کی جائے۔ لیکن کبھی کبھی قصیدوں میں اور بھی مضمون باندھے گئے ہیں۔ اُردو میں عام طور پر قصیدے کو کسی مربّی یا بزرگ کی تعریف بیان کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

غزل کی طرح قصیدے کا پہلا شعر ہم قافیہ ہوتا ہے جو مطلع کہلاتا ہے۔ باقی اشعار کے دوسرے مصرعے، مطلع کی مناسبت سے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی قصیدے میں ایک سے زیادہ مطلعے بھی ہوتے ہیں۔ غزل کے برعکس یہ زائد مطلعے عموماً اشعار کے بیچ میں آتے ہیں۔ قصیدے میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں۔ غزل کی طرح قصیدہ بھی ہر بحر میں لکھا جاسکتا ہے۔ قصیدے کے بارے میں عام خیال ہے کہ اس کی زبان پرشکوہ علمی اور بلند آہنگ ہوتی ہے۔

قصیدے کے درج ذیل اجزائے ترکیبی ہیں۔

1. **تشبیب**: اصل موضوع یعنی مدح یا مذمّت سے پہلے شاعر تمہید کے طور پر جو اشعار کہتا ہے، انھیں تشبیب کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں بہار، شباب وشراب، حسن وعشق، فلسفہ وحکمت اور وعظ ونصیحت یا اسی قسم کے کسی اور موضوع سے متعلق مضامین نظم کیے جاسکتے ہیں۔

2. **گریز**: جب شاعر تمہید سے آگے بڑھ کر مدح کی طرف آتا ہے تو وہ تشبیب اور مدح میں تعلق یا ربط پیدا کرنے کے لیے ایک شعر یا چند اشعار کہتا ہے جن سے پہلے اور

تیسرے حصے کے درمیان کسی اجنبیت کا احساس باقی نہیں رہتا۔ اُس ربط و تعلق پر مبنی اشعار کو اصطلاحاً ''گریز'' کہتے ہیں۔ موڑ کا اصطلاحی نام ''گریز'' ہے۔

3. **مدح یا مذمّت:** یہ قصیدے کا اصل جز ہے۔ مدح میں عام طور پر ممدوح کے جاہ و جلال، عدل و انصاف، شجاعت و سخاوت اور علم و فضل وغیرہ کی تعریف، مبالغہ آمیز انداز میں کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ممدوح کے ہاتھی، گھوڑے اور تلوار وغیرہ کی تعریف میں بھی اشعار کہے جاتے ہیں۔ مذمّت میں اس شخص کی ذات سے متعلق عیوب اور برائیاں بیان کی جاتی ہیں۔

4. **حسن طلب یا مدّعا:** قصیدے کے اختتامی حصے سے پہلے، شاعر کبھی کبھی ایسے اشعار بھی کہتا ہے جن کا مقصد ممدوح سے صلہ، بخشش اور اعزاز و اکرام حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس جز کو حسنِ طلب یا مدّعا کہتے ہیں۔

5. **دعا:** یہ قصیدے کا آخری جز ہوتا ہے۔ اس میں شاعر اپنے ممدوح کی صحت و سلامتی اور درازیِ عمر کے لیے دعا کرتا ہے۔

اُردو قصیدہ نگاری میں سوداؔ کا مقام سب سے بلند قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ذوقؔ، غالبؔ اور مومنؔ کے نام آتے ہیں۔ ان کے بھی بعد کے لوگوں میں منیرؔ شکوہ آبادی، نسیمؔ دہلوی، محسنؔ کاکوروی اور امیرؔ مینائی مشہور قصیدہ گو ہیں۔ دکن میں نصرتیؔ اُردو کے عظیم ترین شاعروں اور قصیدہ نگاروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

شامل کتاب قصیدہ مرزا غالب نے بہادر شاہ ظفر کی شان میں لکھا ہے۔

© NCERT not to be republished

5160CH21

قصیدہ

ہاں مہِ نو سنیں ہم اس کا نام
جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام

دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح
یہی انداز اور یہی اندام

بارے دو دن کہاں رہا غائب
بندہ عاجز ہے گردشِ ایام

اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا
آسماں نے بچھا رکھا تھا دام

مرحبا اے سرورِ خاص خواص
حبّذا اے نشاطِ عام عوام

عذر میں تین دن نہ آنے کے
لے کے آیا ہے عید کا پیغام

اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا
صبح جو جائے اور آئے شام

ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا
تیرا آغاز اور ترا انجام

راز دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے
مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام

جانتا ہوں کہ آج دنیا میں
ایک ہی ہے امید گاہِ انام

میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش
غالب اس کا مگر نہیں ہے غلام

جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو
تب کہا ہے بہ طرزِ استفہام

ماہ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ
قرب ہر روزہ بر سبیل دوام

تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا
جز بہ تقریب عید ماہ تمام

ماہ بن ماہتاب بن میں کون
مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام

میرا اپنا جدا معاملہ ہے
اور کے لین دین سے کیا کام

ہے مجھے آرزوئے بخشش خاص
گر تجھے ہے امید رحمت عام

© NCERT not to be republished

جو کہ بخشے گا تجھ کو فر فروغ
کیا نہ دے گا مجھے مئے گلفام

کہہ چکا میں تو سب کچھ اب تو کہہ
اے پری چہرہ پیک تیز خرام

کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام

تو نہیں جانتا تو مجھ سے سن
نام شاہنشہہ بلند مقام

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال و الاکرام

شہسوار طریقۂ انصاف
نو بہار حدیقۂ اسلام

جس کا ہر فعل صورت اعجاز
جس کا ہر قول معنی الہام

بزم میں میزبان قیصر و جم
رزم میں اوستاد رستم و سام

جب ازل میں رقم پذیر ہوئے
صفحہ ہائے لیالی و ایام

اور ان اوراق میں بہ کلکِ قضا
مجملاً مندرج ہوئے احکام

تیری توقیع سلطنت کو بھی
دی بدستور صورت ارقام

کاتب حکم نے بموجب حکم
اس رقم کو دیا طراز دوام

ہے ازل سے روائی آغاز
ہو ابد تک رسائی انجام

مشق

لفظ و معنی

مہِ نو : نیا چاند، ہلال

اندام : بدن

© NCERT not to be republished

بارے	:	الغرض، آخرکار
گردشِ ایام	:	(ایام، یوم کی جمع دن) وقت کی گردش، وقت کا چکر، دنوں کا پھیر
دام	:	جال
مرحبا	:	کلمۂ تحسین، کسی کی تعریف کرتے وقت یا شاباشی کے موقع پر بولا جاتا ہے
سرورِ خاصِ خواص	:	خاص لوگوں کی مسرت
حبّذا	:	کلمۂ تحسین
نشاطِ عامِ عوام	:	عام اور معمولی لوگوں کی خوشی
نمّام	:	چغل خور
امید گاہِ انام	:	جس سے لوگوں کی امیدیں پوری ہوتی ہوں (انام، عام لوگ، مخلوق)
حلقہ بگوش	:	غلام، پرانے زمانے میں دستور تھا کہ غلاموں کے کان میں سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال دیا کرتے تھے۔ لفظی معنی کان میں کڑا
بہ طرزِ استفہام	:	سوالیہ انداز میں
مہرِ تاباں	:	چمکتا ہوا سورج
قربِ ہر روزہ	:	ہر روز کی قربت
بر سبیلِ دوام	:	ہمیشہ کے لیے
پایہ	:	مرتبہ، رتبہ
روشناسی	:	پہچان، باریابی
جز	:	سوا
تقریبِ عید	:	عید کی خوشی کا موقع

© NCERT not to be republished

ماہ صیام	:	رمضان کا مہینہ
ماہ تمام	:	پورا چاند
آرزوے بخششِ خاص	:	وہ خاص انعام واکرام جس کی آرزو شاعر کے دل میں ہے
امیدِ رحمتِ عام	:	اس رحمت کی امید جو سب کے لیے عام ہو
فرِّ فروغ	:	روشن کرنے کی شان
مئے گلفام	:	گل رنگ شراب یعنی سرخ شراب
پری چہرہ	:	پری جیسی صورت والا، حسین
پیک تیز خرام	:	تیز چلنے والا قاصد
ناصیہ سا	:	پیشانی ٹیکنے والا یعنی سر جھکانے والا
زُہرہ	:	ایک ستارہ
بہرام	:	ایک ستارہ، مریّخ
قبلۂ چشم ودل	:	چشم ودل کا مرکز، جس کی طرف دل اور آنکھیں لگی ہوئی ہوں
ذوالجلال والاکرام	:	جلال واکرام والا یعنی خدا
شہسوار	:	بڑا سوار، مردِ میدان
طریقۂ انصاف	:	انصاف کا راستہ
نو بہار	:	نئی بہار
حدیقۂ اسلام	:	اسلام کا باغ
صورت اعجاز	:	معجزے کی صورت یعنی معجزے کی طرح
معنی الہام	:	الہام کے معنی، الہام اس بات کو کہتے ہیں جو غیب سے کسی کے دل میں آئے
بزم	:	محفل

© NCERT not to be republished

قیصر وجم	:	قیصر روم کا بادشاہ تھا اور جمشید ایران کا
رزم	:	جنگ
رستم وسام	:	ایران کے دو بہت مشہور پہلوانوں کے نام
ازل	:	کائنات کی ابتدا کا وقت
رقم پذیر ہونا	:	لکھا جانا
لیالی	:	راتیں (لیل کی جمع)
ایام	:	دن (یوم کی جمع)
اوراق	:	ورق کی جمع
کلک	:	قلم
قضا	:	تقدیر، مدت کے معنی میں بھی مستعمل ہے
مجملاً	:	اختصار سے
مندرج ہونا	:	درج ہونا، لکھنا
احکام	:	(حکم کی جمع) یہاں تقدیر میں لکھی ہوئی باتیں مراد ہیں
توقیع	:	وقعت اور شان وشوکت میں اضافے کا عمل، فرمان شاہی
بدستور	:	ضابطے کے مطابق، چلن کے مطابق
صورت ارقام	:	تحریر کی صورت یعنی تحریر
کاتب	:	لکھنے والا
بموجب	:	مطابق
رقم	:	تحریر
طراز	:	طغرا، نقش ونگار، آراستہ کیا ہوا
دوام	:	ہمیشگی

© NCERT not to be republished

روائی	:	جائز ہونا، جواز
ابد	:	کائنات کی انتہا، وہ وقت جب دنیا ختم ہوگی
رسائی	:	پہنچ

غور کرنے کی بات

© NCERT not to be republished

- یہ قصیدہ غالب نے بہادر شاہ ظفر کی مدح میں کہا تھا۔ قصیدے کا آغاز نئے چاند سے خطاب کے ساتھ ہوا ہے۔ یہاں نیا چاند عید کے چاند کو کہا گیا ہے۔
- اس قصیدے کے مطلع میں ''مہِ نو'' کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔ یہاں ''مہ'' در اصل ''ماہ'' ہے جس کے معنی چاند کے ہیں۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کبھی کبھی حرف کم کرکے استعمال ہوتے ہیں۔ انھیں مخفف کہا جاتا ہے۔ اس طرح ''مہ'' ماہ کا مخفف ہے اور شاہ کا مخفف شہ اور راہ کا مخفف ''رہ''
- ''مہِ نو'' یعنی نیا چاند نہایت باریک ہوتا ہے اور اس کی شکل خمیدہ (جھکی ہوئی) ہوتی ہے۔ چونکہ قابل احترام اور بلند مرتبہ شخص کو سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں۔ اس لیے شاعر نے فرض کیا ہے کہ نیا چاند کسی کو سلام کر رہا ہے۔ یعنی مہِ نو کا جھکنا سلام کرنے کی وجہ سے ہے۔ اسے شاعرانہ سبب بیان کیا جائے تو اس صنعت کو ''حسن تعلیل'' کہتے ہیں۔
- قمری مہینے کے ختم ہونے پر نیا چاند نظر آنے سے پہلے دو دن تک چاند بالکل نظر نہیں آتا۔ اسی لیے شاعر نے چاند سے کہا ہے کہ تو دو دن کہاں غائب رہا؟
- تیسرے شعر میں چاند کے دو دن غائب رہنے کا ذکر ہے اور چھٹے شعر میں کہا گیا ہے کہ چاند تین دن کے بعد نمودار ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مہینے کے آخر میں چاند دو دن چھپا کرتا ہے اور تیسرے دن پھر نکلتا ہے، اس لیے شاعر نے یہ نئی بات پیدا کی ہے

کہ چاند نے صبح سے شام تک کا سفر کیا ہے۔ یعنی صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ گیا ہے۔

- آٹھویں شعر میں چاند کے آغاز اور انجام سے شاعر نے اس کا گھٹنا اور بڑھنا مراد لیا ہے۔ یعنی چاند پہلے بڑھتا اور مکمل چاند بن جاتا ہے اور پھر گھٹتے گھٹتے ختم ہو جاتا ہے اور پھر اس کا بڑھنا شروع ہوتا ہے۔
- شعر نمبر 11 میں مصرع ''غالب اس کا مگر نہیں ہے غلام؟'' سوالیہ انداز میں ہے اور اس میں لفظ ''نہیں'' بھی شامل ہے۔ ایسے سوال کو ''استفہام انکاری'' کہتے ہیں۔ استفہام انکاری میں دراصل اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے جس کا بظاہر انکار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس مصرع کا مطلب ہے۔ ''بیشک غالب اس کا غلام ہے۔'' اسی طرح اس جملے ''کیا یہ اچھی کتاب نہیں ہے'' کا مطلب ہوگا ''یہ اچھی کتاب ہے۔''
- شعر نمبر 20 میں ماہ نو کو پیک تیز خرام یعنی تیز رفتار قاصد اس لیے کہا گیا ہے کہ یہی چاند عید کا پیغام لے کر آیا ہے۔
- شعر نمبر 26 میں قیصر اور جم جو روم اور ایران کے مشہور بادشاہ ہیں ان کو شاعر نے اپنے ممدوح بہادر شاہ ظفر کا مہمان کہا ہے اور رستم اور سام جو ایران کے مشہور پہلوان ہیں ان کو اپنے ممدوح کا شاگرد قرار دیا ہے۔

سوالات

1. قصیدے کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟
2. غالب نے یہ قصیدہ کس کی مدح میں لکھا ہے؟
3. یہ قصیدہ کس موقع پر لکھا گیا ہے؟
4. تین دن نہ آنے کے عذر میں مہ نو کیا پیغام لے کر آیا ہے؟
5. ماہِ نو کس کے فیض سے پھر ماہ تمام بننے والا ہے؟

6. ماہِ نو کو پیکِ تیز خرام کیوں کہا گیا ہے؟
7. بہادر شاہ ظفر کو شاعر نے کن پہلوانوں کا استاد کہا ہے؟
8. لیالی اور ایام کن لفظوں کی جمع ہیں؟
9. شاعر نے بادشاہ کے لیے آخر میں کیا دعا کی ہے؟

عملی کام

- قصیدہ گو کی حیثیت سے غالب کا کیا مرتبہ ہے، اس کے بارے میں ایک مضمون لکھیے۔
- نصاب میں شامل قصیدے سے تشبیب کے اشعار الگ کرکے لکھیے۔

© NCERT not to be republished